ایک ہزار سال: تہذیبوں کے تصادم کی تاریخ

صلیبی جنگیں مسلمانوں کی ''ایجاد'' نہیں تھیں اور نہ ہی انھیں دوملکوں کی جنگیں کہا جا سکتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان میں پورا عالم اسلام صلیبیوں کا ہدف نہیں تھا لیکن عالم اسلام کے اہم مراکز ان کی زد میں تھے۔ پھر ان جنگوں کا دورانیہ ۱۰۹۵ تا ۱۲۹۵ بھی دوسو سال پر محیط ہے اور یہ جنگیں اتنی اہم ہیں کہ مغرب کا ذہن آج سیکولر ہونے کے باوجود ان کے زیر اثر ہے۔ لیکن مسلمان اس تہذیبی تصادم کو بھول چکے ہیں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمیں وہ تہذیبی تصادم بھی یاد نہیں جو اٹھارہویں صدی سے شروع ہوا اور جو انیسویں صدی کو نگل گیا اور جو بیسویں صدی کا نصف بھی نگل گیا۔ یورپ کی وحشی اقوام تہذیب کا لبادہ اوڑھ کر اپنے جغرافیوں سے نکلیں اور دیکھتے ہی دیکھتے سازشوں اور طاقت کے بہیمانہ استعمال کے ذریعے کم وبیش پورے عالم اسلام پر مسلط ہوگئیں۔ ان کا یہ تسلط دو چار سال نہیں کم وبیش دوسو سال پر محیط ہوگیا۔ اس تسلط کے دوران انھوں نے ہمارے مقاصد اور تہذیب کی ہر بنیاد کو کھودنے اور کھوکھلا کرنے کی کوشش کی اور اس میں وہ ایک حد تک کامیاب بھی رہیں۔ حیرت ہے کہ بہت سے مسلمانوں کو دوسو سال کا یہ سیاسی، فوجی اور تہذیبی جبر بھی یاد نہیں جس کو مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے طبقے سے پوری جرأت کے ساتھ چیلنج کیا اور لاکھوں جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس تصادم کا دائرہ صلیبی جنگوں کی طرح ایک خطے تک محدود نہیں تھا بلکہ پوری مسلم دنیا اس کی رزم گاہ تھی۔ اب صورت یہ بنی کہ دوسو سال کی صلیبی جنگیں اور دوسو سال کا نوآبادیاتی تسلط کل ملا کر چار سو سال ہوگئے مگر یہاں تو یہ حال ہے کہ ۴۰۰ سال کا تہذیبی تصادم بھگتنے والے معصومیت سے سوال کرتے ہیں کہ تہذیبوں کا تصادم کہاں ہو رہا ہے؟

دوسری عالمی جنگ کے بعد کم وبیش پوری مسلم دنیا مغرب کی وحشی اور درندہ صفت اقوام کے چنگل سے نکل گئی مگر اس کے باوجود تہذیبوں کا تصادم جاری رہا۔ مغربی استعمار مسلم دنیا میں مقامی ایجنٹ چھوڑ گئے اور خود لندن اور پیرس میں بیٹھ کر مسلم دنیا کو قابو کرتے رہے۔ یہ صورت حال ہنوز جاری ہے اور گیارہ ستمبر کے بعد تہذیبوں کا تصادم نئی شدت اور وسعت کے ساتھ سامنے آیا۔ تصادم کے ابتدائی مرحلے میں صرف مغربی جارحیت کی گئی مگر اس کے بعد تہذیبی وثقافتی دہشت گردی بھی کی گئی اور اب تو نوبت روحانی، نفسیاتی، جذباتی اور ذہنی جارحیت تک پہنچ گئی ہے۔ مگر اس کے باوجود بہت سے سیدھے سادے مسلمان اس خود فریبی میں مبتلا ہیں کہ تہذیبوں کے تصادم کا وجود نہیں۔

یہ ہر اعتبار سے ایک خطرناک اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے ضرر رساں ذہنی سانچہ ہے اور ہم اس سے جتنی جلد نجات حاصل کر لیں بہتر ہے۔ آخر ہم کب تک خطرے کو بش اور بلیئر امریکہ اور یورپ میں منحصر کر کے حقائق کا منہ چڑاتے رہیں گے اور کب تک مسلمانوں کو اس شعور سے محروم رکھیں گے جس کے بغیر تہذیبوں کے تصادم کے چیلنج سے نمٹنا آسان نہیں۔

ساحل جنوری ۲۰۰۶ء